توحید کا نور اور شرک کی تباہ کاریاں

تالیف

سعید بن علی بن وہف القحطانی

ترجمہ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ سنابلی

تخریج وتصحیح

عبد اللہ یوسف ذہبی

مکتبہ اسلامیہ

توحید کا نور
اور
شرک کی تباہ کاریاں
تالیف
سعید بن علی بن وهف القحطانی
ترجمہ
ابو عبداللہ عنایت اللہ سنابلی
تخریج وتصحیح
عبداللہ یوسف ذہبی
www.KitaboSunnat.com
مکتبہ اسلامیہ

فہرست

پہلی بحث: نورِ توحید

دوسری بحث: شرک کی تاریکیاں

☆........☆........☆

مقدمہ

إن الحمدللّٰه، نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ باللّٰه من شرور انفسنا، وسيئات أعمالنا، من يهده اللّٰه فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله صلى اللّٰه عليه و على اله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلم تسليمًا كثيرًا، أما بعد:

توحید کے نور اور شرک کی تاریکیوں کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں مَیں نے توحید کا مفہوم، اس کے دلائل، اس کی انواع واقسام، اس کے ثمرات، شرک کا مفہوم، اس کے ابطال کے دلائل، جائز و ناجائز شفاعت، شرک کے اسباب ووسائل، اس کی انواع واقسام اور اس کے آثار ونقصانات بیان کیے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ توحید ایک نور ہے جس کی توفیق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور شرک تہ بہ تہ تاریکی ہے جسے اللہ تعالیٰ کافروں کے لیے مزین اور خوشنما بنا دیتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

﴿ اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [1]

---

[1] الانعام ٦/١٢٢

"کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اسے ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا، اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال خوشنما معلوم ہوا کرتے ہیں۔"

اللہ عزوجل نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے محمد ﷺ پر واضح نشانیاں اور روشن دلائل و معجزات نازل فرمائے ہیں اور ان میں سے سب سے عظیم معجزہ قرآن کریم ہے، تاکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور آپ پر نازل کردہ کتاب و حکمت کے ذریعے سے لوگوں کو شرک وضلالت اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان، توحید اور علم و ہدایت کی روشنی کی طرف لے آئے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ [1]

"وہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔"

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے اور ہر مبحث کے تحت حسب ذیل مطالب ہیں:

☆ پہلی بحث: نورِ توحید

---

[1] الحدید: ۹

مَیں اللہ عزوجل سے اس کے اس اسمِ اعظم کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ جب اس کے ذریعے سے اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے کہ وہ اس تھوڑے سے عمل کو مبارک اور خالص اپنی رضا کے لیے بنائے اور میرے لیے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے اور جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعے سے نفع پہنچائے، بیشک اللہ کی ذات سب سے بہتر ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لیے

کافی اور بہترین کارساز ہے اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے لائق ہیں جو سارے جہان کا پالنہار ہے۔

والصلاة والسلام على عبده ورسوله الأمين، نبينا محمد و على آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

مؤلف

پہلی بحث: نورِ توحید

پہلا مطلب: توحید کا مفہوم

اللہ تبارک وتعالیٰ کے تنہا لائقِ عبادت ہونے، عظمت وجلال اور صفاتِ کمال میں واحد اور بے مثال ہونے اور اسمائے حسنیٰ میں منفرد ہونے کا علم رکھنے اور پختہ اعتقاد کے ساتھ اعتراف کرنے کا نام توحید ہے۔ [1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ○ ﴾ [2]

''اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنی ذات، اپنے اسما، اپنی صفات اور افعال میں تنہا اور اکیلا ہے، چنانچہ نہ تو اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس کا کوئی ہم نام ہے اور نہ ہمسر اور نہ کوئی اس کے مثل اور مشابہ ہی ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی خالق اور مدبر ہے۔ جب بات ایسی ہے تو وہی اس بات کا حقیقی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ [3]

---

[1] القول السديد في مقاصد التوحيد للسعدى، ص:١٨۔ [2] ٢/البقرہ:١٦٣۔

[3] تيسير الكريم الرحمٰن في تفسير كلام المنان للسعدى، ص:٦٠۔

دوسرا مطلب: توحید کے اثبات میں روشن دلائل

توحید کے اثبات پر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں روشن براہین اور واضح دلائل بے شمار ہیں، لیکن ان میں سے چند دلائل بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

① ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ○﴾ [1]

”اور میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے، میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں، بے شک اللہ تعالیٰ ہی روزی رساں، قوت والا مضبوط ہے۔“

مفہوم یہ ہے کہ میں نے جن وانس کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری توحید کا اقرار کریں۔[2]

② اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ﴾ [3]

”اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (یہ حکم دے کر) کہ میری

---

[1] ۵۱/الذریات:۵٦تا۵۸۔ [2] تفسیر قرطبی: ۱۷/ ۵۷۔

[3] ۱٦/النحل:۳٦۔

عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو، تو ان میں سے کچھ لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی اور کچھ لوگوں پر گمراہی ثابت ہوگئی۔''

ان آیات میں اللہ عزوجل خبر دے رہا ہے کہ اس کی حجت تمام امتوں پر قائم ہو چکی ہے اور کوئی بھی اگلی یا پچھلی امت نہیں ہے مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور وہ سارے انبیا و رسل ایک دعوت اور ایک دین پر متفق ہیں اور وہ ہے تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا جس کا کوئی شریک نہیں، پھر انبیا کی دعوت کو تسلیم کرنے کے اعتبار سے امتیں دو حصوں میں تقسیم ہوگئیں، ایک وہ جن کو اللہ نے ہدایت عطا فرمائی اور انھوں نے رسولوں کی اتباع کی اور دوسرے وہ جن پر گمراہی ثابت ہوگئی اور انھوں نے راہِ ہلاکت کی پیروی کی۔

③ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ ﴾ [1]

''اور ہم نے آپ سے قبل کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ میرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔''

چنانچہ نبی کریم ﷺ سے قبل تمام رسولوں کی رسالت کا نچوڑ اور خلاصہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دینا اور اس بات کی وضاحت کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی ہے اور اس کے علاوہ ہر کسی کی عبادت باطل ہے۔ [2]

اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا:

---

[1] ۲۱/الانبیاء:۲۵۔

[2] تفسیر الطبری ۷/۴۶۷

﴿ وَ سْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ ﴾ ❶

''اور آپ ہمارے ان رسولوں سے پوچھیے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے رحمٰن کے علاوہ معبود مقرر کیے تھے جن کی عبادت کی جائے۔''

④ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴾ ❷

''اور تمہارے رب نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔''

⑤ تمام انبیا اپنی امتوں سے کہتے رہے کہ:

﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ ❸

''اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، کیونکہ وہی خالق، رازق اور تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے اور اس کے سوا جو بھی ہے وہ مخلوق اور محتاج ہے، اسے کسی معاملے کا کوئی اختیار نہیں۔

⑥ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾ ❹

---

❶ ٤٣/الزخرف:٤٥۔ ❷ ١٧/بنی اسرآءیل:٢٣۔

❸ ٧/الاعراف:٥٩۔ ❹ ٩٨/البينة:٥۔

''اور انہیں صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کر کے۔''

⑦ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝﴾ [1]

''آپ کہہ دیجیے کہ بیشک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان (تابع فرمان) ہوں۔''

اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ مشرکین سے کہہ دیں کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور اس میں میں جن چیزوں سے دوچار ہوں اور ان تمام میں اللہ جو کچھ بھی مجھ پر جاری کرے اور جو کچھ بھی میرے نوشتۂ تقدیر میں مقدر کرے سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریکِ عبادت نہیں، جیسا کہ اس کی بادشاہت اور اس کی تدبیر میں اس کا کوئی ساجھی وشریک نہیں، اسی بات کا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے اور میں اس امت میں اپنے رب کا سب سے پہلا اقراری، یقین کرنے والا اور تابع فرمان ہوں۔

⑧ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ((یَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَی عِبَادِهِ؟)) ''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول

---

[1] ٦/الانعام:١٦٢_١٦٣_

زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ((حَقُّ اللّٰہِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ''اللہ کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں۔'' پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا: ((يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰہِ إِذَا فَعَلُوهُ)) ''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے جب وہ ایسا کرلیں؟ کہتے کہ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰہِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) ''بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اللہ اس شخص کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرے۔'' [1]

یہ عظیم حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عبادتیں مشروع قرار دی ہیں اور اس کے ساتھ اس کے علاوہ کسی کو شریک نہ کریں، نیز بندوں کا حق اللہ عزوجل پر یہ ہے کہ وہ اس شخص کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جس ثواب کے عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ ان کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے اور یہ وہ حق ہے جو اللہ تعالیٰ کے قولِ حق اور سچے وعدے کے ذریعے سے ثابت ہوا ہے جس میں نہ تو خبر کے جھوٹ ہونے کا کوئی امکان ہے اور نہ وعدہ خلافی کا کوئی اندیشہ، بلکہ یہ وہ حق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر از روئے فضل وکرم اپنی ذات پر واجب کرلیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی ذات پر اپنے مومن بندوں کے لیے ایک حق اسی طرح واجب

---

[1] صحیح البخاری: کتاب اللباس، باب ارداف الرجل خلف الرجل، ح: ٥٩٦٨؛ صحیح مسلم: ٣٠ ١٤٣۔

کرلیا ہے۔ جس طرح اپنی ذات پر ظلم کو حرام کرلیا ہے، اسے کسی مخلوق نے اللہ پر لازم نہیں کیا اور نہ اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوقات پر قیاس ہی کیا جاسکتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور عدل کے فیصلے سے اپنی ذات پر رحمت لکھ لی ہے اور اپنے آپ پر ظلم کو حرام کرلیا ہے۔ [1]

⑨ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:

((فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) [2]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام قرار دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہو اور اس سے اللہ کی رضا چاہتا ہو۔''

تیسرا مطلب: توحید کی قسمیں

اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اپنی تمام مخلوقات پر الوہیت اور عبودیت کا حقدار ہے، چنانچہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لیے ساری عبادتیں کرنا اور پورے دین کو اللہ کے لیے خالص کردینا ہی توحید الوہیت ہے اور یہی کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا معنی ومفہوم ہے اور یہ توحید، توحید کی تمام قسموں [3] کو شامل اور مستلزم ہے، کیونکہ توحید کی دو قسمیں ہیں:

---

[1] المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم للقرطبی: ١/ ٢٠٣؛ شرح النووی علی مسلم: ١/ ٣٤٥؛ مجموع فتاوی ابن تیمیه: ١/ ٢١٣۔

[2] صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب المساجد في البيوت، ح:٤٢٥؛ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر: ح: ٣٣ (١٤٩)۔ [3] تيسير العزيز الحميد ، ص: ٧٤؛ القول السديد للسعدی،ص: ١٧؛ بيان حقيقة التوحيد للشيخ صالح الفوزان، ص:٢٠۔

① توحید خبری علمی اعتقادی [1]

یہ توحید معرفت اور اثبات ہے اور یہی توحید ربوبیت اور توحید اسما وصفات بھی ہے۔ یہ ذات باری تعالیٰ، اس کی صفات، اس کے افعال، اس کے اسما، اس کے اپنی مشیت کے مطابق اپنے بندوں سے اپنی کتابوں کے ذریعے کلام کرنے کی حقیقت کے اثبات کا نام ہے اور اس کی قضا وقدر اور اس کی حکمت کے عموم کو ثابت کرنے اور اس کی ذات کو ان تمام عیوب ونقائص سے مبرا ومنزہ کرنے کا نام ہے، جو اس کے شایان شان نہیں۔

② توحید طلبی قصدی ارادی

یہ طلب اور قصد میں توحید ہے اور اسی کا نام توحید الوہیت یا عبادت ہے۔ [2]
تفصیلی طور پر توحید کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہو جاتی ہیں:

پہلی قسم: توحید ربوبیت

توحید ربوبیت اس بات کے پختہ اعتقاد کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رب ہے جو تنہا تخلیق، بادشاہت، روزی اور تدبیر کائنات کا مالک ہے جس نے اپنی تمام مخلوقات کی پرورش نعمتوں سے کی ہے اور اپنی مخلوق کے چیدہ وبرگزیدہ افراد یعنی انبیا اور ان کے سچے پیروکاروں کی پرورش صحیح عقائد، اچھے اخلاق، نفع بخش علوم اور اعمال صالحہ کے ذریعے کی ہے اور دلوں اور ثمر آور روحوں کی یہ نفع بخش تربیت دنیا وآخرت کی سعادت ونیک بختی کے لیے ہے۔

---

[1] مدارج السالکین لا بن القیم:٣/ ٤٤٩۔ [2] اجتماع الجیوش الاسلامیة لابن القیم:٢/ ٩٤؛ معارج القبول لحافظ الحکمي: ١/ ٩٨؛ فتح المجید لعبدالرحمٰن بن حسن، ص:١٧۔

دوسری قسم: توحید اسما وصفات

توحید اسما وصفات اس بات کے پختہ اعتقاد کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر پہلو سے مطلق کمال سے متصف ہے، اللہ تعالیٰ نے جن اسما وصفات کو اپنے لیے ثابت کیا ہے یا جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے لیے ثابت کیا ہے انہیں ان کے معانی اور ان سے متعلق کتاب وسنت میں وارد احکام سمیت اللہ تعالیٰ کے جلال وعظمت کے شایان شان اس طرح ثابت کیا جائے کہ نہ کسی صفت کی نفی لازم آئے، نہ اس کا معنیٰ معطل ہو، نہ اس میں تحریف کی جائے، نہ مخلوق کی صفت سے تشبیہ دی جائے اور نہ اس کی کیفیت ہی بیان کی جائے، ان تمام نقائص وعیوب کی اللہ کی ذات سے نفی کی جائے جن کی اللہ نے اپنی ذات سے یا اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی ذات سے نفی کی ہو اور ہر اس چیز کی اللہ کی ذات سے نفی کی جائے، جو اللہ کے کمال کے منافی ہو۔

توحید ربوبیت اور توحید اسما وصفات کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کی ہے، جیسے سورۂ حدید کی ابتدا میں، سورۂ طٰہٰ میں، سورۂ حشر کے آخر میں، سورۂ آل عمران کے آخر میں اور مکمل سورۂ اخلاص میں۔ [1]

تیسری قسم: توحید الوہیت (توحید عبادت)

توحید الوہیت علم، عمل اور اعتراف کے ساتھ اس بات کے پختہ عقیدے کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات پر الوہیت اور عبادت کا حقدار ہے اور تمام عبادتوں کا تنہا مستحق اللہ تعالیٰ کو سمجھنا، نیز اللہ تعالیٰ کے لیے پورے دین کو خالص کر دینا۔ توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور توحید اسما وصفات دونوں کو شامل و مستلزم ہے، کیونکہ

---

[1] دیکھیے: فتح المجید، ص: ١٧؛ القول السدید في مقاصد التوحید لعبدالرحمٰن

الوہیت ہی وہ صفت ہے جو تمام اوصافِ کمال اور اوصافِ ربوبیت وعظمت کو عام ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی اور لائق پرستش ہے، اس لیے کہ وہی جلال وعظمت کی خوبیوں کا مالک ہے اور اس لیے بھی کہ اسی نے اپنی مخلوقات پر ہر طرح کے انعامات ونوازشات نچھاور کیے ہیں۔

چنانچہ اوصاف کمال میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور صفت ربوبیت میں اس کی انفرادیت سے لازم آتا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہ ہو۔

توحید الوہیت ہی تمام رسولوں کی دعوت کا مقصودِ اصلی تھا اور توحید کی اس قسم کا بیان سورہ ﴿الْكٰفِرُوْنَ﴾ میں اور درج ذیل فرمان باری تعالیٰ میں ہوا ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○﴾ [1]

"آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! اس انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں اور نہ اللہ کو چھوڑ کر ہمارا بعض بعض کو رب بنائے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔"

اسی طرح سورۂ سجدہ میں اور سورۂ غافر کے شروع، درمیان اور آخر میں، سورۂ اعراف کے شروع اور آخر میں اور قرآن کریم کی اکثر سورتوں میں توحید الوہیت کا بیان ہوا ہے۔

قرآن کریم کی ہر سورت میں توحید کی قسموں کا بیان ہوا ہے، قرآن کریم از اول تا

---

[1] ۳/آل عمران: ٦٤۔

آخر توحید کی قسموں ہی کے بیان پر مشتمل ہے، کیونکہ قرآن کریم یا تو اللہ تبارک وتعالیٰ، اس کے اسما وصفات، اس کے افعال اور اس کے اقوال کی خبر دیتا ہے اور یہی توحید علمی خبری اعتقادی یعنی ''توحید ربوبیت اور توحید اسما وصفات'' ہے، یا اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے اور دیگر معبودان باطلہ سے رشتہ توڑنے کی دعوت دیتا ہے اور یہی توحید ارادی طلبی یعنی ''توحید الوہیت'' ہے، یا قرآن کریم امر ونہی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے وجوب کے بیان پر مشتمل ہے اور یہ ساری چیزیں توحید کے حقوق اور تتمہ میں شامل ہیں اور یا قرآن کریم اہل توحید کے اعزاز واکرام اور انہیں دنیا میں عطا ہونے والی نصرت وتائید اور آخرت میں عطا ہونے والی عزت افزائی کی بھی خبر دیتا ہے اور یہ توحید کا ثمرہ ہے۔ اسی طرح قرآن کریم اہل شرک اور انہیں دنیا میں دی جانے والی سزاؤں اور آخرت میں ہونے والے عذاب کی خبر دیتا ہے اور یہ توحید کے حکم سے خارج ہونے والے کا انجام ہے۔ الغرض قرآن کریم مکمل طور پر توحید، اس کے حقوق وثمرات، شرک اور اہل شرک اور ان کے انجام کے بیان پر مشتمل ہے۔ [1]

چوتھا مطلب: توحید کے فوائد اور ثمرات

توحید کے بڑے عظیم فضائل، لائقِ تعریف ثمرات اور بہترین نتائج ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

① دنیا وآخرت کی بھلائی توحید کے فضائل وثمرات میں سے ہے۔

② توحید دنیا وآخرت کی مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات کا سب سے عظیم ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ توحید کے ذریعے سے دنیا وآخرت کی مصیبتیں ٹالتا ہے۔

---

[1] دیکھیے: مدارج السالکین لابن القیم: ۳/ ۴۵۰؛ فتح المجید، ص: ۱۷-۱۸،

القول السدید للسعدی، ص: ۱۶؛ القول المفید، ۱/ ۵۹-۸۰

③ توحید خالص سے دنیا و آخرت میں امن وسلامتی پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ ﴾ [1]

”جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کیا، ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر گامزن ہیں۔“

④ صاحبِ توحید (موحد یا توحید پرست) ہدایت اور ہر اجر وغنیمت کی توفیق سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

⑤ اللہ تعالیٰ توحید کے ذریعے سے گناہوں کی مغفرت فرماتا اور خطاؤں کو مٹاتا ہے، چنانچہ حدیث قدسی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

((يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً)) [2]

”اے آدم کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کر آئے اور پھر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کیا ہو، تو میں تیرے پاس زمین (کی وسعتوں) بھر بخشش لے کر آؤں گا۔“

⑥ توحید کی بدولت موحد کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرماتا ہے، چنانچہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا

---

[1] الانعام 6/82۔ [2] سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب فضل التوبة والاستغفار، ح: 3540؛ 5/ 845، اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَأَنَّ عِيْسَى عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ، وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ)) [1]

''جس نے اس بات کی گواہی دی کہ کوئی حقیقی معبود نہیں سوائے اللہ واحد کے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا تھا اور اس کی طرف سے روح ہیں اور یہ کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا خواہ جیسا بھی عمل ہو۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [2]

''جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہیں کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

⑦ توحید جب دل میں راسخ اور پیوست ہو جاتی ہے تو موحد کو جہنم میں داخل ہونے سے روک دیتی ہے، چنانچہ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الانبياء، باب قوله تعالىٰ ﴿ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ﴾ ح: ٣٢٥٢؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعاً، ح: ٢٨ (١٤٠)۔ [2] صحيح مسلم، كتاب

((فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) [1]

''بیشک اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام کردیا ہے جو کہے ''لا الہ الا اللہ'' اور وہ اس سے اللہ کی رضا کا خواہاں ہو۔ (یعنی خلوص نیت سے کہے)''

⑧ اگر بندے کے دل میں رائی کے ادنیٰ دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو وہ اسے جہنم میں ہمیشہ رہنے سے مانع ہوگا۔ [2]

⑨ اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کا سب سے عظیم سبب توحید ہی ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت پانے والا سب سے خوش بخت شخص وہ ہے جس نے خلوص دل یا خلوص نیت سے ''لا الہ الا اللہ'' پڑھا ہو۔ [3]

⑩ تمام ظاہری و باطنی اعمال واقوال کی قبولیت، کمال اور ان پر اجر وثواب کا مرتب ہونا توحید پر موقوف ہے، چنانچہ جس قدر اللہ کے لیے توحید اور خلوص وللّٰہیت قوی اور مضبوط تر ہوگی اس قدر یہ اعمال واقوال بھی مکمل ہوں گے۔

⑪ توحید بندے پر نیکیوں کی انجام دہی اور برائیوں کے ترک کو سہل اور آسان بنا دیتی ہے اور اسے مصائب میں تسلی بخشتی ہے، چنانچہ موحد پر جو اللہ تعالیٰ کے لیے

---

[1] صحيح بخارى: كتاب الصلاة، باب المساجد في البيوت، ح: ٤٢٥؛ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب الرخصة فى التخلف عن الجمعة بعذر، ح: ٣٣ (١٤٩)۔ [2] دیکھیے: صحيح البخارى، كتاب التوحيد، باب قول لله تعالىٰ ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ ح: ٧٤١٠؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب معرفة طريق الروية، ح: ١٩٣ (٤٧٥)۔ [3] صحيح بخارى، كتاب العلم، باب الحرص على الحديث، ح: ٩٩۔

اپنی توحید میں مخلص ہو، نیکیوں کی انجام دہی آسان ہوتی ہے، کیونکہ اسے اپنے رب کی رضا اور ثواب کی امید ہوتی ہے، اسی طرح اس کے لیے ان معاصی اور گناہوں کو ترک کرنا آسان ہوتا ہے، جنہیں انجام دینے کے لیے اس کا نفس آمادہ ہوتا ہے، کیونکہ اسے اللہ کی ناراضی اور سزا کا خوف ہوتا ہے۔

⑫ توحید جب دل میں مکمل ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ موحد کے لیے ایمان کو محبوب بنا دیتا ہے اور اسے اس کے دل میں مزین و آراستہ کر دیتا ہے اور اس کے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو ناپسندیدہ اور مبغوض کر دیتا ہے اور اسے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما دیتا ہے۔

⑬ توحید بندے کے لیے ناپسندیدہ چیزیں ہلکی اور سہل بناتی ہے اور اس پر آنے والی تکلیفوں اور مصیبتوں کو آسان کر دیتی ہے، چنانچہ بندہ اپنے دل میں توحید کے کمال و رسوخ کے اعتبار سے تکالیف و مصائب کو شرحِ صدر، اطمینانِ قلب اور تقدیر پر تسلیم و رضا کا ثبوت دیتے ہوئے قبول کرتا ہے۔ توحید انشراحِ صدر کے عظیم ترین اسباب میں سے ہے۔

⑭ توحید بندے کو مخلوق کی غلامی، ان سے لو لگانے، ان سے ڈرنے اور امید وابستہ کرنے اور ان کی خاطر عمل کرنے کی قید و بند سے آزاد کرتی ہے اور یہی حقیقی عزت اور عظیم شرف ہے اور اسی سے بندہ اللہ کا عبادت گزار ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ نہ کسی سے امید کرتا ہے، نہ اس کے علاوہ کسی سے خوف کھاتا ہے اور اسی سے اس کی فلاح و کامیابی کی تکمیل ہوتی ہے۔

⑮ توحید جب بندے کے دل میں مکمل ہو جاتی ہے اور مکمل اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ دل میں راسخ ہو جاتی ہے تو بندے کا تھوڑا عمل بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور اس کے

نیک اعمال واقوال بلا حساب کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔

⑯ اللہ تبارک وتعالیٰ نے موحدین کے لیے دنیا میں فتح وکامرانی، نصرت وتائید، عزت وشرف، ہدایت یابی، نیکیوں کی توفیق، اصلاحِ احوال اور اعمال واقوال میں استقامت وراستی کی ضمانت لی ہے۔

⑰ اللہ تعالیٰ مومنین وموحدین کا دنیا وآخرت کے شرور وفتن سے بچاؤ اور دفاع کرتا ہے اور ان پر پاکیزہ زندگی، اپنی ذات سے حصولِ اطمینان اور اپنی یاد سے محبت وانسیت کے حصول کا احسان فرماتا ہے۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ان باتوں کے دلائل کتاب وسنت میں بکثرت ہیں جو معروف ہیں، واللہ اعلم۔'' [1]

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''اور دلوں کو سرور اور لذت صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی پسندیدہ چیزوں کے ذریعے اس سے قریب ہو کر ہی حاصل ہوسکتی ہے اور اللہ کی محبت کے علاوہ ہر محبوب سے اعراض کر کے ہی مکمل ہوسکتی ہے اور یہی کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی حقیقت ہے۔ [2]

---

[1] القول السدید فی مقاصد التوحید، ص:۲۵۔

[2] مجموع الفتاوی: ۲۸/ ۳۲۔

دوسری بحث: شرک کی تاریکیاں

پہلا مطلب: شرک کا مفہوم

''شرک'' اور ''شرکت'' دونوں کے معنی ایک ہی ہیں اور کبھی دونوں مشترک اور متشارک ہوتے ہیں اور کبھی دونوں الفاظ ایک دوسرے کے شریک ہوتے ہیں۔ ''أشرك بالله'' کا مفہوم ہے: اللہ کے ساتھ کفر کیا، لہٰذا وہ مشرک قرار پایا اور دونوں الفاظ سے اسم ''شرک'' ہی آتا ہے اور ''رغبنا فی شرککم'' کا مفہوم ہے ہم نے تمہارے نسب میں شریک ہونے کی خواہش کی۔ [1]

اور ''أشرک باللہ'' کا معنی ہے: اللہ کی بادشاہت یا اس کی عبادت میں اس کا شریک بنایا، لہٰذا ''شرک'' کا معنی یہ ہے کہ آپ اللہ کا کوئی شریک ٹھہرائیں جبکہ اس نے آپ کو پیدا کیا ہے۔ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، نیز شرک اعمال کو ضائع و برباد کرنے والا اور ثواب سے محروم کرنے والا ہے، چنانچہ جس کسی نے محبت یا تعظیم میں اللہ کے علاوہ کسی کو اللہ کے برابر قرار دیا یا ملت ابراہیمی کے مخالف نقوش کی پیروی کی وہ مشرک ہے۔ [2]

شرک کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شرک اکبر: جو انسان کو ملت سے خارج کر دیتا ہے۔

(۲) شرک اصغر: جو انسان کو ملت سے خارج نہیں کرتا۔ [3]

---

[1] القاموس المحیط، باب الکاف، فصل الشین، ص: ۱۲۴۰۔

[2] الأجوبة المفیدة لمهمات العقیدة لعبد الرحمٰن الدوسری، ص: ۴۱۔

[3] دیکھئے: قضیة التکفیر للمولف ص: ۱۱۹۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ شرک اکبر کی ایسی تعریف جو اپنے تمام اقسام وافراد کو جامع ہو یہ ہے کہ بندہ عبادت کا کوئی حصہ یا عبادت کی کوئی قسم غیر اللہ کے لیے انجام دے۔ چنانچہ ہر عقیدہ، قول یا عمل جس کے بارے میں یہ ثابت ہو کہ شارع نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے، اسے اللہ وحدہ لاشریک کے لیے انجام دینا توحید، ایمان اور اخلاص ہے اور اسے غیر اللہ کے لیے پھیر دینا کفر و شرک ہے۔

یہ شرک اکبر کا ایسا ضابطہ ہے جس سے کوئی چیز خارج نہیں ہوسکتی، رہی شرک اصغر کی تعریف تو شرک اصغر ہر اس وسیلے اور ذریعے کو کہتے ہیں جس سے شرک اکبر تک پہنچا جائے جیسے وہ ارادے، اقوال اور افعال جو عبادت کے مرتبے تک نہ پہنچیں۔ [1]

دوسرا مطلب: ابطال شرک کے روشن دلائل

شرک کے ابطال اور مشرکین کی مذمت میں واضح اور قطعی دلائل بے شمار ہیں، ان میں سے چند دلائل درج ذیل ہیں:

① ہر وہ شخص جس نے کسی نبی، ولی، فرشتے یا جن کو پکارا یا اس کے لیے کسی بھی قسم کی کوئی عبادت کی تو اس نے اللہ کو چھوڑ کر اسے معبود بنا لیا [2] اور یہی وہ شرک اکبر ہے جس کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ [3]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو نہیں معاف کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے

---

[1] القول السدید، ص: ۳۱،۳۲، ۵۴۔ [2] فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص: ۲۴۲۔ [3] ٤/النساء:٤٨۔

اور اس کے علاوہ گناہ جس کے لیے چاہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔‘‘

② ان قطعی دلائل و براہین میں سے اللہ عزوجل کا درج ذیل فرمان بھی ہے:

﴿ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝ ﴾ [1]

’’کیا ان لوگوں نے زمین سے جنہیں معبود بنا رکھا ہے وہ زندہ کرتے ہیں، اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے، پس اللہ تعالیٰ عرش کا رب ہر اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرکین بیان کرتے ہیں، وہ اپنے کاموں کے لیے جواب دہ نہیں ہے اور وہ سب (اللہ کے آگے) جواب دہ ہیں۔‘‘

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر نکیر فرمائی ہے جس نے اللہ کے علاوہ زمین سے دیگر معبود بنا لیے، خواہ وہ پتھر ہوں یا لکڑی یا ان کے علاوہ دیگر بت ہوں جن کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے، تو کیا یہ لوگ مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں اور انہیں اٹھا سکتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ نہیں ہرگز نہیں، انہیں اس بات کی کوئی قدرت نہیں اور اگر آسمانوں اور زمین میں اللہ کے علاوہ دیگر معبود عبادت کے حق دار ہوتے تو یقیناً زمین و آسمان فنا ہو جاتے اور زمین و آسمان کی مخلوقات بھی تباہ و برباد ہو جاتیں،

---

[1] ۲۱/الانبیاء:۲۱۔۲۳۔

کیونکہ ایک سے زیادہ معبودوں کا ہونا آپس میں جھگڑنے اور باہم اختلاف کرنے کا متقاضی ہے۔

چنانچہ اگر دو معبودوں کا وجود فرض کرلیا جائے اور ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز کو پیدا کرنا چاہے اور دوسرا نہ چاہے یا ایک کوئی چیز دینا چاہے جبکہ دوسرا نہ چاہے یا دونوں میں سے ایک کسی جسم کو ہلانا چاہے اور دوسرا روکنا چاہے تو ایسی صورت میں دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور زندگی برباد ہو جائے گی، کیونکہ:

☆ دونوں معبودوں کی چاہت کا بیک وقت پایا جانا محال ہے اور یہ انتہائی باطل شے ہے، کیونکہ اگر دونوں کی چاہتیں بیک وقت پائی جائیں تو اس سے دو متضاد چیزوں کا اکٹھا ہونا لازم آئے گا، نیز یہ لازم آئے گا کہ ایک ہی چیز بیک وقت زندہ بھی ہو مردہ بھی ہو، متحرک بھی ہو ساکن بھی ہو۔

☆ اگر دونوں میں سے کسی ایک کی بھی چاہت حاصل نہ ہو تو اس سے ہر دو معبودوں کا عاجز و درماندہ ہونا لازم آئے گا اور درماندگی ربوبیت کے منافی ہے۔

☆ اگر دونوں میں سے کسی ایک کی چاہت پائی جائے اور وہی نافذ ہو دوسرے کی نہیں، تو جس کی چاہت پائی جائے گی وہی قدرت والا معبود مانا جائے گا اور دوسرا عاجز، کمزور اور بے بس قرار پائے گا۔

☆ تمام معاملات میں دونوں کا ایک ہی چاہت پر متفق ہونا غیر ممکن ہے اور اس وقت متعین ہو جاتا ہے کہ طاقتور اور غالب وہی ذات ہے، تنہا جس کی چاہت پائی جارہی ہے، جسے نہ کوئی روک ٹوک کرنے والا ہے، نہ آڑے آنے والا، نہ جھگڑنے والا، نہ مخالف اور نہ کوئی شریک ہے اور وہ اللہ عزوجل ہے جو پیدا کرنے والا تنہا معبود

ہے جس کے سوا نہ کوئی معبود برحق ہے اور نہ کوئی رب اور پالنہار اور اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے دلیل مانع کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝﴾ [1]

"اللہ تعالیٰ نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے لیے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، اللہ کی ذات پاک اور بے نیاز ہے ان تمام اوصاف سے جن سے یہ اسے متصف کرتے ہیں، وہ غیب وحاضر کا جاننے والا ہے جو شرک یہ کرتے ہیں اس سے بلند وبالا ہے۔"

عالم علوی وسفلی کا استحکام اور مخلوقات کا نظم ونسق اور بعض کا بعض سے ربط انتہائی گہرا اور مکمل ہے، ارشاد باری ہے:

﴿مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ﴾ [2]

"آپ اللہ رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بے سلیقی اور کجی نہ دیکھیں گے۔"

اور ہر چیز مسخر اور مخلوقات کی مصلحتوں کے لیے حکمت کے ساتھ پابند کی ہوئی ہے، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا کا مدبر ایک ہے، اس کا رب ایک ہے، اس کا معبود ایک ہے، جس کے سوا نہ تو کوئی معبود ہے اور نہ کوئی خالق۔ [3]

[1] ۲۳/المومنون:۹۱۔۹۲۔ [2] ۶۷/الملک:۳۔ [3] درء تعارض العقل والنقل لابن تیمیة: ۹/ ۳۵۲، ۳۵٤، ۳۳۷۔۳۸۲؛ تفسیر البغوی: ۳/ ۲٤۱، ۳۱۶؛ تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۲۵۵، ۱۷۶؛ فتح القدیر للشوکانی: ۳/ ٤۰۲، ٤۹۶۔

③ تمام عقلا کے نزدیک یہ بات معلوم ہے کہ اللہ کے علاوہ جن معبودوں کی بھی عبادت کی جاتی ہے وہ ہر لحاظ سے کمزور، عاجز اور بے بس ہیں، نیز یہ معبود اپنے لیے یا اپنے علاوہ کسی اور کے لیے کسی بھی نفع یا نقصان، زندگی یا موت، دینے یا نہ دینے، بلند یا پست کرنے، عزت یا ذلت دینے کے مالک نہیں ہیں اور نہ ان صفات میں سے کسی صفت سے متصف ہیں جن سے معبود حقیقی (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) متصف ہے۔ تو جس کی یہ حالت ہو اس کی عبادت کیوں کر ہو سکتی ہے؟ اور جس کے یہ اوصاف ہوں اس سے کیسے امید لگائی جا سکتی ہے یا ڈرا جا سکتا ہے؟ اور ایسے معبود سے کیسے سوال کیا جا سکتا ہے جو نہ سن سکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ اسے کسی چیز کا علم ہی ہے؟ [1]

اللہ عزوجل کے علاوہ جن کی بھی عبادت کی جاتی ہے ان کی عاجزی و درماندگی کو اللہ تعالیٰ نے بڑی اچھی طرح بیان فرمایا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾ [2]

"آپ کہہ دیجیے: کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے، اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے والا علم رکھنے والا ہے۔"

﴿اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝۱۹۱ وَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝۱۹۲ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۸۳، ۲۱۹، ۲۷۷، ٤۱۷، ۳/ ٤۷، ۲۱۱، ۳۱۰؛ تفسیر السعدی، ۲/ ۳۲۷، ۳/ ۲۹۰، ٤٥۱، ٥/ ۲۷۹ ٤٥۷، ٦/ ۱٥۳؛ اضواء البیان للشنقیطي: ۲/ ٤۸۲، ۳/ ۱۰۱، ۲۳۳، ٥۹۸۔

[2] ٥/المائدہ: ۷٦۔

يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ڮ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴾[1]

''کیا وہ ایسے کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی پیدا کیے گئے ہیں اور ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود کی بھی مدد نہیں کر سکتے اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہاری پیروی نہیں کریں گے، تمہارے لیے دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم انہیں پکار دیا خاموش رہو، بے شک تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں، اگر تم سچے ہو تو انہیں پکارو اور پھر وہ تمہارا کہنا پورا کر دیں! کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں، یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو تھام سکیں، یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں، آپ کہہ دیجیے: تم اپنے سارے شرکا کو بلالو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو، یقیناً

[1] الاعراف: ۷/ ۱۹۱-۱۹۸

میرا مددگار دوست اللہ تعالیٰ ہے، جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے اور تم اللہ کو چھوڑ کر جن لوگوں کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں، اگر تم ان کو کوئی بات بتلانے کے لیے بلاؤ تو وہ اس کو نہ سنیں گے اور ان کو آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔''

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ ﴾ [1]

''ان لوگوں نے اللہ کے سوا جنہیں اپنا معبود بنا رکھا ہے، وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں یہ تو اپنی جان کے نقصان و نفع کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت و حیات کے اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں۔''

اور یہ معبودان باطلہ ان صفات کے ساتھ ساتھ نہ اپنے عابدوں سے تکلیف کے ہٹانے کے مالک ہیں اور نہ اسے دوسروں کی طرف پھیرنے کے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ ﴾ [2]

''کہہ دیجیے: اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو، لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔''

---

[1] ۲۵/الفرقان:۳۔ [2] ۱۷/بنی اسرائیل:۵۶۔

④ یہ چیز یقینی طور پر معلوم ہے کہ مشرکین اللہ کو چھوڑ کر جن انبیا یا صالحین یا فرشتوں یا مسلمان جنوں کی عبادت کرتے ہیں وہ ان سے بیزار ہو کر خود عمل صالح اور اپنے رب سے قریب ہونے کا اہتمام کرتے ہیں، اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں، تو جس کی یہ حالت ہو اس کی عبادت کیسے کی جا سکتی ہے؟ [1]

ارشاد باری ہے:

﴿ أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴾ [2]

”جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، بے شک تیرے رب کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔“

⑤ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے کہ اللہ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان میں تمام پہلو سے دعا کی عدم قبولیت اور عاجزی کے تمام اسباب موجود ہیں، کیونکہ یہ لوگ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کی مقدار کے بھی مالک نہیں، نہ مستقل طور پر اور نہ اشتراک ہی کے طور پر اور نہ ان معبودان باطلہ میں سے اللہ کا کوئی اس کی بادشاہت اور تدبیر میں معاون اور مددگار رہے اور نہ ہی سفارش اس کے پاس کچھ نفع دے سکتی ہے سوائے اس کے جس کے لیے اللہ کی اجازت ہو۔

---

[1] تفسیرِ ابن کثیر: ۳/ ۴۸؛ تفسیر السعدي: ٤/ ۲۹۱۔ [2] ۱۷/بنی اسرائیل:۵٦۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ [1]

"کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جن کا تمہیں گمان ہے ان سب کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں ایک ذرے کا اختیار ہے، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے، سفارش بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی سوائے ان کے جنھیں وہ اجازت دے۔"

نیز ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝﴾ [2]

"یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہت ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے اور آپ کو کوئی بھی اللہ تعالیٰ جیسا خبردار خبر نہ دے گا۔"

---

[1] ٣٤/سبا:٢٢_٢٣_ [2] ٣٥/فاطر:١٣_١٤_

⑥ ارشاد باری ہے:

﴿ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ ﴾ [1]

"آپ ان سے کہہ دیجیے کہ یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔"

⑦ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ ﴾ [2]

"اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت نہ کرنا جو تجھے نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی

---

[1] ۳۹/الزمر:۳۸۔ [2] ۱۰/یونس:۱۰۶۔۱۰۷۔

مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔"

اور یہ ہر مخلوق کا وصف ہے کہ نہ تو وہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، درحقیقت نفع ونقصان پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جس شخص نے ایسے کو پکارا جو نہ تکلیف پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے، تو اس نے شرک اکبر کا ارتکاب کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا اور جب نبی کریم ﷺ غیر اللہ کو پکار کر مشرکین اور ظالموں میں سے ہو سکتے ہیں تو آپ کے علاوہ کی کیا حیثیت ہے۔ [1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ [2]

"اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔"

⑧ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝﴾ [3]

"اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں، بلکہ ان کی پکار سے محض غافل اور

---

[1] تیسیرا الکریم الرحمٰن للسعدی، ص:۳۳۱۔ [2] ٦/الأنعام:١٧۔

[3] ٤٦/الاحقاف:٥۔٦۔

بے خبر ہوں اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے صاف انکار کر جائیں گے۔''

کیا ان لوگوں سے زیادہ گمراہ اور کوئی ہے جو ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو ان کی پکار کا کبھی بھی جواب نہیں دے سکتے، یہ تو ان کی دنیوی حالت ہے، ورنہ آخرت میں تو وہ ان کے شرک کا صریح انکار کر دیں گے اور ان کے دشمن ہو جائیں گے، ایک دوسرے کو لعنت کریں گے اور ایک دوسرے سے براءت کا اظہار کریں گے۔ [1]

⑨ حقائق کو سمجھانے کے لیے مثالوں کا بیان کرنا واضح اور قوی ترین اسالیب میں سے ہے، جس سے بت پرستوں کے خالق ومخلوق کو مساوی قرار دینے کے ابطال کے لیے ان کی تردید کی جاسکتی ہے، اس قسم کی مثالیں قرآن کریم میں بکثرت موجود ہیں یہاں صرف تین مثالوں پر اکتفا کیا جائے گا جن سے مقصود واضح ہو جائے گا:

(الف) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَآيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ ﴾ [2]

''اے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگا کر سنو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ مکھی اگر ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ اسے اس سے چھین بھی نہیں سکتے، بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا اور بڑا

---

[1] تیسیر الکریم الرحمٰن، ص: ۷۲٤۔ [2] ۲۲/الحج: ۷۳۔۷٤۔

کمزور ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کما حقہ قدر نہ کی، بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے۔''

ہر بندے کے لیے ضروری ہے کہ اس مثال میں غور و تدبر کرے، کیونکہ یہ مثال اس کے دل سے شر و فساد کے جراثیم کو کاٹ کر رکھ دے گی، جب ان معبودان باطلہ کو ایک مکھی پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں تو اس سے بڑی چیز کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لیے بھاگے مثلاً خوشبو وغیرہ تو اس سے بدلہ لینے کی بھی انہیں قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے اس سے چھین لیں، الغرض ان معبودان باطلہ سے عاجز اور کمزور کوئی چیز نہیں ہے تو کیسے ایک عقلمند شخص اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کو اچھا سمجھتا ہے؟ یہ مثال شرک کے بطلان اور مشرکین کی جہالت میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ بلیغ ترین مثالوں میں سے ہے۔ [1]

(ب) شرک کے بطلان، مشرکین کے خسارہ اور انہیں اپنے مقصود کے برعکس حاصل ہونے کے سلسلہ کی بہترین اور واضح مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَ مَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝﴾ [2]

---

[1] دیکھیے: أمثال القرآن لابن القیم، ص:٤٧؛ التفسیر القیم لابن القیم، ص: ٣٦٨؛ تفسیر البغوي: ٣/ ٢٩٨؛ تفسیر ابن کثیر: ٣/ ٢٣٦؛ فتح القدیر للشوکانی: ٣/ ٤٧٠؛ تفسیر السعدی: ٥/ ٣٢٦۔

[2] ٢٩/ العنکبوت: ٤١۔٤٣۔

’’جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے، حالانکہ تمام گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہے کاش وہ جانتے، اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جنہیں وہ اس کے سوا پکار رہے ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرما رہے ہیں، انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔‘‘

یہ مثال غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کے لیے ہے جو اس کے ذریعے سے عزت، قوت اور نفع کے خواہاں ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ یہ لوگ ضعیف اور کمزور ہیں، جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر انہیں کارساز بنا لیا ہے وہ ان سے بھی کمزور ہیں اور ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جو ایک گھر بنا لیتی ہے جو سب سے کمزور گھر ہوتا ہے چنانچہ اس گھر بنا لینے سے اس کی کمزوری میں اضافہ ہی ہوتا ہے، اسی طرح جس نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو کارساز بنا لیا وہ ضعیف اور کمزور ہیں اور انہیں کارساز بنانے سے ان کی کمزوری اور بے بسی میں اضافہ ہوگا۔ [1]

(ج) ان بلیغ ترین مثالوں میں جن سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ مشرک کی چادر تار تار ہوتی ہے اور وہ اپنے معاملے میں حیران و ششدر رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان ہے:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○﴾ [2]

---

[1] دیکھیے: تفسیر البغوي: ۳/ ٤٦٨، ۲، أمثال القرآن لابن القیم، ص:۲۱، فتح القدیر للشوکانی: ٤/ ۲۰٤۔ [2] ۳۹/الزمر: ۲۹۔

''اللہ تعالیٰ مثال بیان فرما رہا ہے کہ ایک وہ شخص جس میں باہم ضد رکھنے والے شریک ہیں اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے، کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

یہ ایک مثال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشرک اور موحد کے لیے بیان فرمایا ہے، چنانچہ مشرک چونکہ مختلف معبودوں کی پرستش کرتا ہے اس لیے اس کی تشبیہ اس غلام سے دی گئی ہے جو آپس میں جھگڑنے اور اختلاف کرنے والی ایک جماعت کی ملکیت میں ہو، جو بداخلاق اور اس سے خدمت لینے کے اس قدر حریص ہوں کہ ان تمام لوگوں کو راضی کرنا اس غلام کے لیے ممکن نہ ہو۔

اور موحد چونکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا ہے اس لیے اس کی مثال اس غلام کی سی ہے جو صرف ایک آقا کی ملکیت میں ہو، وہ صرف اسی کا ہو، اسے اس کے مقاصد کا علم ہو اور وہ اسے راضی کرنے کا گر سمجھتا ہو، تو ایسا غلام شریکوں کے باہمی کشاکش اور اختلاف سے امن وسکون میں ہوتا ہے بلکہ وہ خالص اپنے آقا کا ہوتا ہے جس میں کسی کا کوئی تنازعہ نہیں، اس کا مالک اس کے ساتھ رحم وکرم، شفقت اور حسن اخلاق سے پیش آتا ہے اور اس کی مصلحتوں کا خیال رکھتا ہے، تو کیا یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ نہیں ہرگز نہیں، دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے!!! [1]

⑲ تنہا عبادت کا مستحق صرف وہی ہو سکتا ہے جو ہر چیز پر قدرت اور ہر چیز کا احاطہ کیے ہو، مکمل سلطنت وغلبہ اور ہر چیز کی نگہبانی کا مالک ہو، ہر چیز کا جسے علم ہو اور دنیا وآخرت

---

[1] دیکھیے: تفسیر البغوی:٤/ ٧٨؛ ابن کثیر:٤/ ٥٢؛ التفسیر القیم لابن القیم، ص: ٤٢٣؛ فتح القدیر للشوکانی:٤/ ٤٦٢؛ تفسیر الجزائری:٤/ ٤٣

اللہ تعالیٰ کی کمال بادشاہت اور عظمت و کبریائی کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا، چنانچہ تمام اہل وجاہت اور سفارشی اللہ کے غلام اور بندے ہیں، وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کی اجازت ہو جائے اور اللہ کی اجازت اسی کے لیے ہوگی جس سے وہ راضی ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا علم تمام کائنات کو محیط ہے، اس کے علم کے ادنیٰ حصے پر بھی کوئی مطلع نہیں ہو سکتا سوائے اس کے جس کی اس نے ان کو اطلاع دے دی ہے اور اس کی عظمت کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمین کو وسیع ہے اور اللہ تعالیٰ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی مخلوقات کی حفاظت کیے ہوئے ہے اور ان دونوں کی حفاظت اس کے لیے دشوار نہیں، بلکہ انتہائی سہل اور نہایت آسان ہے، وہ ہر چیز پر غالب اور اپنی تمام مخلوقات پر بلند ہے اور اپنی عظمت وصفات سے عالی و برتر ہے۔ وہ بلند ہے، تمام مخلوقات پر غالب ہے اور تمام موجودات اس کے تابع ہیں، وہ عظیم، عظمت و کبریائی کی صفات کا جامع ہے، ان عظیم صفات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان ہے:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَــــُٔـــوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ [1]

---

[1] ۲/البقرہ:۲۵۵۔

اللہ تعالیٰ کی کمال بادشاہت اور عظمت و کبریائی کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا، چنانچہ تمام اہل وجاہت اور سفارشی اللہ کے غلام اور بندے ہیں، وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کی اجازت ہو جائے اور اللہ کی اجازت اسی کے لیے ہوگی جس سے وہ راضی ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا علم تمام کائنات کو محیط ہے، اس کے علم کے ادنیٰ حصے پر بھی کوئی مطلع نہیں ہو سکتا سوائے اس کے جس کی اس نے ان کو اطلاع دے دی ہے اور اس کی عظمت کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمین کو وسیع ہے اور اللہ تعالیٰ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی مخلوقات کی حفاظت کیے ہوئے ہے اور ان دونوں کی حفاظت اس کے لیے دشوار نہیں، بلکہ انتہائی سہل اور نہایت آسان ہے، وہ ہر چیز پر غالب اور اپنی تمام مخلوقات پر بلند ہے اور اپنی عظمت و صفات سے عالی و برتر ہے۔ وہ بلند ہے، تمام مخلوقات پر غالب ہے اور تمام موجودات اس کے تابع ہیں، وہ عظیم، عظمت و کبریائی کی صفات کا جامع ہے، ان عظیم صفات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان ہے:

﴿ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۬ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ ﴾ [1]

---

[1] ۲/البقرہ: ۲۵۵۔

’’اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے جسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمان کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے سفارش کر سکے، وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔‘‘

② وہ ایسا معبود ہے جس کی بادشاہت کے سامنے ہر چیز جھکی ہوئی ہے، ساری مخلوقات خواہ وہ جمادات ہوں، حیوانات ہوں، انسان ہوں، جن ہوں، فرشتے ہوں اسی کے تابع فرمان ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۝﴾ [1]

’’تمام آسمانوں والے اور زمین والے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور تابع فرمان ہیں خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔‘‘

③ وہ ایسا معبود ہے جس کے ہاتھ میں نفع ونقصان کا اختیار ہے، چنانچہ اگر ساری مخلوق کسی کو نفع پہنچانے پر متفق ہو جائے تو اسے اتنا ہی نفع پہنچا سکتی ہے، جتنا اس کے نصیب میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اور اگر ساری مخلوق کسی مخلوق کو کچھ نقصان پہنچانے پر متفق ہو جائے اور اللہ نہ چاہے تو اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی، ارشاد باری ہے:

---

[1] ۳/ آل عمران:۸۳۔

﴿ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ ﴾ [1]

''اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کردے اور وہ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے۔''

④ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قادر ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَآ اَمْرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ ﴾ [2]

''وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اسے اتنا کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ ہوجا تو وہ چیز ہوجاتی ہے۔''

⑤ اس کے علم کا ہر چیز کو محیط ہونا تمام امور غیب کو شامل ہے، اسے اس چیز کا علم ہے جو ہوچکا ہے اور جو ہوگا اور جو نہیں ہوا اگر ہوتا تو کیسا ہوتا۔ [3]

ارشاد باری ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ○ ﴾ [4]

''یقیناً اللہ تعالیٰ سے زمین وآسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

---

[1] ۳/آل عمران:۸۳۔ [2] ۳۶/یس:۸۲۔ [3] دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۳۴۴، ۲/ ۱۳۸؛ السعدی: ۲/ ۳۵۶، ۲/ ۳۷۲۔ [4] ۳/آل عمران:۵۔

﴿ وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَ لَآ أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ○ ﴾ [1]

''اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی اس سے چھوٹی چیز اور نہ کوئی بڑی چیز، مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ؕ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ○ ﴾ [2]

''اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو خشکی میں ہیں اور جو دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ [3]

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص ان صفات اور ان کے علاوہ کمال و عظمت کے دیگر اوصاف کو جانے گا وہ صرف اللہ واحد کی عبادت کرے گا۔

---

[1] ۱۰/ یونس: ٦١۔ [2] ٦/ الانعام: ٥٩۔ [3] ۸/ الانفال: ۷۵۔

تیسرا مطلب: شفاعت

اولاً: شفاعت کا لغوی مفہوم

کہا جاتا ہے: "شفع الشیء" یعنی کسی چیز میں ایک چیز اور ملا کر طاق کو جفت بنادیا۔ [1]

اصطلاحی تعریف: کسی دوسرے کو نفع پہنچانے یا اس سے نقصان کو دور کرنے کے لیے سفارش کرنا شفاعت کہلاتا ہے۔ [2]

جو شخص غیر اللہ سے تعلق قائم کرتا ہے اور اس کی شفاعت کا طالب ہوتا ہے اسے دعوت دینے میں قولی حکمت یہ ہے کہ اسے یہ سمجھایا جائے کہ شفاعت صرف تنہا اللہ کی ملکیت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾ [3]

"کہہ دیجیے کہ تمام شفاعتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کے لیے ہے، پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

ثانیاً: غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنے والے کی درج ذیل اقوال حکمت سے تردید کی جائے گی:

① مخلوق خالق کی طرح نہیں ہے، چنانچہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ انبیا، صالحین،

---

[1] دیکھئے: القاموس المحیط باب العین، فصل الشین، ص: ٩٤٧؛ النهاية في غريب الحديث: ٢/ ٤٨٥؛ المعجم الوسيط: ١/ ٤٨٧۔

[2] شرح لمعة الاعتقاد للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ص: ٨٠۔

[3] ٣٩/ الزمر: ٤٤۔

فرشتے اور ان کے علاوہ دیگر مخلوقات کی اللہ کے یہاں بڑی وجاہت ہے اور ان کا بڑا اونچا مقام ہے لہٰذا یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے جیسا کہ بادشاہوں تک پہنچنے کے لیے اہل وجاہت اور وزراء کی قربت حاصل کی جاتی ہے تاکہ انہیں اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ذریعہ اور واسطہ بنایا جاسکے، تو یہ بات انتہائی باطل اور لغو ہے کیونکہ ایسا کہہ کر اس نے اللہ عظیم و برتر شہنشاہ کو دنیا کے فقیر بادشاہوں کے مشابہ قرار دیا، جو اپنی بادشاہت کی تکمیل اور اپنی طاقت وقوت کی تنفیذ کے لیے وزراء اور اہل وجاہت کے محتاج ہوتے ہیں، کیونکہ بادشاہوں اور عام لوگوں کے درمیان جو واسطے ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل تین وجوہات میں سے کسی ایک وجہ کی بنیاد پر ہوا کرتے ہیں:

پہلی وجہ: بادشاہوں کو لوگوں کے حالات سے آگاہ کرنے کے لیے جن کا انہیں علم نہیں ہوتا۔

دوسری وجہ: چونکہ بادشاہ اپنی رعایا کی تدبیر سے عاجز ہوتا ہے لہٰذا اس کے لیے مددگاروں اور درباریوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

تیسری وجہ: بادشاہ اپنی رعایا کو نفع پہنچانا یا ان کے ساتھ احسان کرنا نہیں چاہتا تو جب انہیں ایسا کوئی شخص ملتا ہے جو بادشاہ کو وعظ ونصیحت کرے، تو اپنی رعایا کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے بادشاہ کی ہمت اور اس کا ارادہ حرکت کرتا ہے۔

لیکن اللہ عزوجل اپنی کمزور مخلوق کی طرح نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، وہ اپنے علاوہ ہر چیز سے بے نیاز ہے اور اپنے بندوں پر ایک ماں کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ دنیوی بادشاہوں کے پاس سفارش کرنے والے کی کبھی تو مستقل ملکیت ہوتی ہے اور کبھی وہ

ان کا حصہ دار وشریک ہوتا ہے اور کبھی ان کا معاون ومددگار، چنانچہ دنیا کے بادشاہ مندرجہ ذیل تین وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے ان کی سفارش قبول کرتے ہیں:

(الف) کبھی تو انہیں خود اس سفارشی کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ب) کبھی انہیں اس کا خوف ہوتا ہے۔

(ج) اور کبھی انہیں اپنے ساتھ کیے ہوئے اس کے احسان کا اسے بدلہ دینا ہوتا ہے۔

چنانچہ بندوں کی ایک دوسرے کے لیے سفارشیں اسی قبیل سے ہیں، جو بھی کسی کی سفارش قبول کرتا ہے وہ یا تو کسی چاہت کی وجہ سے قبول کرتا ہے، یا کسی چیز کے ڈر سے اور اللہ عزوجل کی شان یہ ہے کہ وہ نہ کسی سے کسی چیز کی امید کرتا ہے نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ کسی چیز کا محتاج اور ضرورت مند ہی ہے۔ [1]

اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ تمام قسم کے تعلقات کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے اور اس کا بطلان واضح طور پر بیان کر دیا ہے، ارشاد ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ ﴾ [2]

''کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں سے ایک ذرے کا اختیار ہے، نہ ان

---

[1] دیکھیے: فتاوی ابن تیمیة: ۱/ ۱۲۶، ۱۲۹۔ [2] ۳٤/سبا: ۲۲۔۲۳۔

کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے، سفارش بھی
اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی سوائے ان کے جن کے لیے اجازت
ہو جائے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے
تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ
حق فرمایا اور وہ بلند و بالا اور بہت بڑا ہے۔"

اس آیت کریمہ نے مشرکین کے لیے شرک تک پہنچنے کے تمام راستوں کو بند کر دیا ہے کیونکہ عبادت کرنے والا معبود سے تعلق محض اس لیے قائم کرتا ہے کہ اسے اس سے نفع کی امید ہوتی ہے اور ایسی صورت میں ضروری ہے کہ معبود ان اسباب کا مالک ہو جن سے عابد فائدہ اٹھا سکے، یا ان اسباب کے مالک کا شریک، مددگار، وزیر، معاون ہو یا صاحب جاہ و منزلت ہو تاکہ اس کے پاس سفارش کر سکے اور جب یہ چاروں چیزیں نہ پائی جائیں تو شرک کے اسباب و ذرائع بھی ختم ہو گئے۔ [1]

شفاعت کی دو قسمیں ہیں

① جائز شفاعت: وہ شفاعت جو اللہ عزوجل سے طلب کی جاتی ہے اور اس کی دو شرطیں ہیں:

☆ پہلی شرط: سفارشی کو اللہ کی جانب سے سفارش کرنے کی اجازت ہو، ارشاد باری ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ [2]

"کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔"

---

[1] دیکھیے: التفسیر القیم لابن القیم، ص: ۴۰۸۔ [2] ۲/البقرہ: ۲۵۵۔

☆ دوسری شرط: سفارشی سے اور جس کے لیے سفارش کی جا رہی ہے، اس سے اللہ کی رضا مندی، ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾ ❶

''اور وہ سفارش نہیں کر سکتے سوائے اس کے لیے جس سے اللہ راضی ہو جائے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ ❷

''اس دن سفارش کچھ کام نہ آئے گی مگر جسے رحمٰن اجازت دے دے اور اس کی بات سے راضی ہو جائے۔''

(ب) ممنوع شفاعت: جو غیر اللہ سے ایسی چیزوں میں طلب کی جاتی ہے جس کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اللہ کی اجازت اور رضا مندی کے بغیر شفاعت، نیز کافروں کے لیے شفاعت بھی اسی ممنوع شفاعت میں شامل ہے ارشاد ہے:

﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝﴾ ❸

''سفارشیوں کی سفارش انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔''

البتہ اس سے نبی کریم ﷺ کی وہ سفارش مستثنیٰ ہے جو آپ ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کے لیے فرمائیں گے۔ ❹

---

❶ ۲۱/الانبیآء:۲۸۔ ❷ ۲۰/طٰہٰ:۱۰۹۔ ❸ ۷۴/المدثر:۴۸۔

❹ صحیح البخاری، مناقب الانصار، باب قصة أبی طالب، ح: ۳۸۸۳؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب أهون أهل النار عذاباً، ح: ۲۱۱ (۵۱۴)۔

غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنے والے کے خلاف نص اور اجماع سے دلیل قائم کرنا، چنانچہ نہ تو نبی کریم ﷺ نے اور نہ آپ سے پہلے کے انبیا نے لوگوں کے لیے یہ مشروع کیا کہ وہ فرشتوں یا انبیا یا صالحین کو پکاریں اور ان سے سفارش طلب کریں اور نہ صحابہ کرام اور ان کے سچے تابعین میں سے کسی نے ایسا کیا اور نہ ائمہ اربعہ نے، نہ ان کے علاوہ کسی امام نے نہ کسی ایسے مجتہد نے جس کے قول پر دین میں اعتماد کیا جاتا ہو، نہ کسی ایسے شخص نے جس کی بات کا اجماع کے مسائل میں اعتبار ہو۔ [1]

چوتھا مطلب: بھرپور نعمتوں سے نوازنے والا ہی عبادت کا مستحق ہے

مشرکین کو اللہ کی طرف دعوت دینے میں حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی نگاہوں اور دلوں کو اللہ کی ظاہری وباطنی اور دینی ودنیوی عظیم نعمتوں کی طرف پھیرا جائے، کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر تمام نعمتیں نچھاور کر دی ہیں۔ ارشاد ہے:

﴿ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ﴾ [2]

"اور تم پر جو بھی نعمتیں ہیں سب اللہ کی دی ہوئی ہیں۔"

اور یہ دنیا اور دنیا کی ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مسخر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو بیان فرمایا ہے اور ان کے ذریعے بندوں پر اپنا احسان جتلایا ہے اور یہ کہ وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے اللہ نے جن نعمتوں کے ذریعے بندوں پر احسان جتلایا ہے وہ درج ذیل ہیں:

---

[1] دیکھیے: فتاویٰ تیمیة: ١/ ٣٩٩_ ٤١٤، ١/ ١٠٨_ ١٦٥، ١٤/ ٣٨٠، ٤٠٩، ١/ ١٢٠_ ١٢٢، ١٩٥، ٢٢٨، ٢٤١؛ درء تعارض العقل والنقل لابن تيمية: ٥/ ١٤٧؛ اضواء البيان: ١/ ١٣٧۔

[2] ١٦/النحل: ٥٣

اولاً: اجمالی طور پر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا ﴾ [1]

"وہ اللہ کی ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا فرمائیں۔"

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ ﴾ [2]

"اور آسمان وزمین کی ہر چیز کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے تابع کر دیا ہے، یقیناً اس میں غور فکر کرنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔"

یہ احسان تمام ظاہری و باطنی، حسی و معنوی نعمتوں کو شامل ہے، چنانچہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں انسان کے لیے مسخر کر دی گئی ہیں اور آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات سورج، چاند، ستارے وسیارے، پہاڑ، سمندر، نہریں، ہر قسم کے حیوانات، درختوں اور پھلوں، معادن اور ان کے علاوہ بنی آدم کے مصالح کو اور عبرت، فائدہ، لطف اندوزی کی ضرورتوں کے مصالح کو شامل ہے۔

اور یہ ساری چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تنہا اللہ تعالیٰ کی ذات ہی وہ معبود ہے جس کے علاوہ کسی کے لیے عبادت، ذلت وانکساری اور حقیقی محبت لائق نہیں اور یہ اللہ عزوجل کے حق ہونے اور اس کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کے باطل ہونے کے وہ عقلی دلائل ہیں جن میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

---

[1] ٢/البقرة:٢٩۔ [2] ٤٥/الجاثية:١٣۔

ارشاد ہے:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ [1]

''یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے۔''

☆ ثانیاً: تفصیلی طور پر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ﴿۳۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۚ﴿۳۳﴾ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴾ [2]

''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور آسمانوں سے بارش برسا کر اس کے ذریعے سے تمہاری روزی کے لیے پھل نکالے ہیں اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں اور اس نے ندیاں اور نہریں تمہارے بس میں کر دی ہیں، اسی نے تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا ہے کہ برابر ہی چل رہے ہیں اور رات دن کو بھی تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے، اسی نے تمہیں تمہاری

---

[1] الحج ۲۲/۶۲ [2] ابراھیم ۱۴/۳۲-۳۴

منہ مانگی تمام چیزوں میں سے دے رکھا ہے، اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ان کا شمار نہیں کر سکتے، یقیناً انسان بڑا ظالم ناشکرا ہے۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٤﴾ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾ وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ○﴾ [1]

"اور وہی وہ ذات ہے جس نے سمندر کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اس سے نکلا ہوا تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے اپنے پہننے کے لیے زیورات نکال سکو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اس میں پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں اور اس لیے بھی کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور ہو سکتا ہے کہ تم اس کی شکر گزاری بھی کرو اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں تا کہ تمہیں لے کر ہلے نہ اور نہریں اور راہیں بنا دیں، تا کہ تم منزل مقصود کو پہنچو اور بھی بہت سی نشانیاں مقرر فرمائیں اور ستاروں سے بھی لوگ راہ حاصل کرتے ہیں، تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا؟ کیا تم بالکل نہیں سوچتے؟ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو، تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

---

[1] ١٦/النحل: ١٤ـ١٨۔

کیا وہ ذات جو ان نعمتوں کو اور ان عجیب مخلوقات کو پیدا کرتی ہے اس جیسی ہو سکتی ہے جو ان میں سے کچھ نہیں پیدا کر سکتی ؟؟

یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ بندوں میں سے کوئی فرد بھی اپنے کسی عضو یا کسی حاسہ کی بناوٹ و تخلیق کی نعمت کو شمار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، چہ جائیکہ اپنے جسم کی ساری نعمتوں اور ہر وقت و ہر لحہ عطا ہونے والی مختلف انواع و اقسام کی نعمتوں کا شمار کر سکے؟ [1]

کسی عقلمند کے لیے اس کے بعد اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ صرف اس اللہ کی عبادت کرے جس نے اپنے بندوں پر یہ نعمتیں نچھاور کی ہیں اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کرے، کیونکہ وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے، اس کی ذات پاک ہے۔

پانچواں مطلب: شرک کے اسباب و وسائل

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو ان تمام چیزوں سے ڈرایا ہے جو شرک تک پہنچاتی ہوں، یا اس میں جا واقع ہونے کا سبب ہوں اور انہیں کھول کر واضح طور پر بیان بھی کر دیا ہے، ان میں سے چند وسائل و ذرائع مختصراً درج ذیل ہیں:

① صالحین کے بارے میں غلو

یہ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کا ذریعہ ہے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اتارے جانے کے بعد سے لوگ اسلام پر گامزن تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

---

[1] دیکھیے: فتح القدیر: ٣/١٥٤، ٣/١١٠؛ اضواء البیان للشنقیطی: ٣/٢٥٣۔

((كَانَ بَيْنَ آدَمَ وَنُوحٍ عَشَرَةُ قُرُونٍ كُلُّهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ)) 1

''حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس صدیاں گزری ہیں یہ سب کے سب اسلام (توحید) پر گامزن تھے۔''

اس کے بعد لوگ نیک لوگوں سے تعلق قائم کرنے لگے اور آہستہ آہستہ زمین میں شرک داخل ہوا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو اللہ واحد کی عبادت کی دعوت دیں اور غیر اللہ کی عبادت سے روکیں۔ 2

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ 3

''اور انہوں نے کہا: اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔''

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام ہیں، جب یہ فوت ہوگئے تو شیطان نے ان کے ماننے والوں کو یہ بات سمجھائی کہ جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے نصب کرلو اور انہیں انہی کے ناموں سے موسوم کرو، تو انہوں نے ایسا ہی کیا، لیکن ان کی عبادت نہیں کی گئی، یہاں تک کہ جب یہ لوگ (مجسمے نصب کرنے والے) مر گئے اور علم بھلا دیا گیا تو ان کی پرستش ہونے لگی۔ 4

اس شرک کا سبب صالحین کی شان میں غلو کرنا ہے، کیونکہ شیطان صالحین کی شان

---

1 صحيح، مستدرك للحاكم: ٥٤٦/٢، ح: ٣٢٨٩؛ سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣٢٨٩۔ 2 دیکھئے: البداية والنهايه لابن كثير: ١٠٢/١۔ 3 ٧١/ نوح: ٢٣۔

4 صحيح البخاری مع فتح الباری، كتاب التفسير، سورة نوح، ح: ٤٩٢٠۔

میں غلو اور قبر پرستی کی دعوت دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں یہ ڈالتا ہے کہ ان قبروں پر عمارت کی تعمیر اور ان سے چمٹ کر بیٹھنا قبر والے انبیا وصالحین سے محبت کی دلیل ہے۔ نیز یہ کہ ان قبروں کے پاس دعا قبول ہوتی ہے، پھر انہیں اس درجہ سے ہٹا کر ان کے وسیلے سے دعا کرنے اور ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ پر قسم کھانے تک لے جاتا ہے، جبکہ اللہ کی شان اس سے عظیم تر ہے کہ اس کی مخلوق میں سے کسی کے واسطے سے اس سے سوال کیا جائے، پھر جب ان کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو جاتی ہے تو انہیں صاحب قبر کو پکارنے، اس کی عبادت کرنے، اس سے شفاعت طلب کرنے اور اس کی قبر کو بت بنانے کی طرف لے جاتا ہے، جس پر پردے لٹکائے جائیں، اس کے گرد طواف کیا جائے، اسے چھوا جائے اور اس کا بوسہ لیا جائے اور اس کے پاس جانور ذبح کیے جائیں اور پھر انہیں چوتھے درجے یعنی اس کی عبادت کرنے اور اسے میلہ گاہ بنانے کی طرف پھیرتا ہے اور پھر انہیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ جو ان چیزوں سے منع کرتا ہے وہ ان اونچے مقام و مرتبے والے انبیا وصالحین کی گستاخی و توہین کرتا ہے اور ایسا کرنے سے وہ ناراض اور غضبناک ہوتے ہیں۔ [1]

اسی لیے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو دین میں غلو کرنے، قول، فعل یا اعتقاد سے کسی کی بہت زیادہ تعظیم کرنے اور مخلوق کو اس کے مرتبے سے، جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے فائز کیا ہے، بلند کرنے سے ڈرایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ ۭ إِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ أَلْقٰهَآ إِلٰى

---

[1] دیکھیے: تفسیر الطبری: ٢٩/ ٦٢؛ فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص: ٢٤٦۔

مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ﴾ ❶

"اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ اور اللہ پر حق بات ہی کہو، مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (لفظ "کن" سے پیدا شدہ) ہیں جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں۔"

② تعریف میں مبالغہ اور حد سے تجاوز اور دین میں غلو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حد سے زیادہ بڑھانے سے منع فرمایا ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

((لَا تُطْرُوْنِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنِّي أَنَا عَبْدُهُ، فَقُوْلُوْا: عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ)) ❷

"مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھا دیا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، لہٰذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہنا۔"

نیز ارشاد ہے:

((إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ)) ❸

---

❶ ٤/النساء:١٧١۔ ❷ صحیح بخاری ، کتاب الانبیاء، باب قوله تعالیٰ:﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ﴾ اس کی شرح فتح الباری میں دیکھئے: ١٤٩/١٢۔ ❸ صحیح ،سنن نسائی، کتاب مناسك الحج ، باب التقاط الحصیٰ، ح:٣٠٥٧؛ ابن ماجه، کتاب المناسك، باب قدر حصى الرمي:٣٠٢٩۔

''دین میں غلو کرنے سے بچنا کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے انہیں دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا تھا۔''

③ قبروں پر مساجد کی تعمیر اور ان میں تصویر کشی

نبی کریم ﷺ نے قبروں پر مساجد تعمیر کرنے اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ صالحین کی قبروں کے پاس اللہ کی عبادت کرنا خود ان کی عبادت کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے جب حضرت ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے حبشہ کے ایک گرجا گھر کا تذکرہ کیا جس میں تصویریں تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

''بے شک یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا تو یہ لوگ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر لیتے اور اس میں تصویریں نصب کر دیتے، یہ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہوں گے۔''

اور یہ نبی کریم ﷺ کی اپنی امت کے لیے بھلائی کی حرص اور چاہت ہی تھی کہ جب آپ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا:

((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الصلاة، هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد، ح: ٤٢٧؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب الصلاة، باب النهي عن بناء المساجد على القبور: ٥٢٨ (١١٨١)۔

مَسَاجِدَ)) قَالَتْ عَائِشَةُ ﷞ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا [1]

"اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ یہود و نصاریٰ کے عمل سے ڈرا رہے تھے۔"

اور وفات سے پانچ روز قبل فرمایا:

((أَلَا وَ إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، فَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ)) [2]

"سنو! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیا اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے، خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس سے منع کر رہا ہوں۔"

④ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اپنی قبر کو بت بنانے سے ڈرایا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کی جائے اور آپ کے علاوہ مخلوق کے دیگر افراد بدرجہ اولیٰ اس تحذیر و تنبیہ کے مستحق ہیں، ارشاد ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ، إِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ إِتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) [3]

[1] صحیح بخاری، کتاب أحایث الأنبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، ح: ٣٤٥٣؛ صحیح مسلم: ٥٣١ (١١٨٧)۔ [2] صحیح مسلم، کتاب المساجدو مواضع الصلاۃ، باب النھی عن بناء المساجد علی القبور، ح: ٥٣٢ (١١٨٨)۔ [3] صحیح، مؤطا مالك: ١/١٧٦، مسند احمد: ٧٣٥٢؛ الفاظ میں کمی پیشی کے ساتھ۔

”اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بننے دینا کہ اس کی عبادت کی جائے، ایسے لوگوں پر اللہ کا شدید غضب ہو جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔“

⑤ قبروں پر چراغاں کرنا اور عورتوں کا ان کی زیارت کرنا

رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر چراغاں کرنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ قبروں پر عمارت بنانا، ان پر چراغاں کرنا، ان پر لیپ کرنا اور ان پر لکھنا (کتبے وغیرہ لکھ کر لٹکانا یا نصب کرنا) اور ان پر مساجد تعمیر کرنا شرک کے وسائل میں سے ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتُ الْقُبُوْرَ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ)) [1]

”رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی (کثرت سے) زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان پر مساجد بنانے اور چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

⑥ قبروں پر بیٹھنا اور ان کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرنا

رسول اللہ ﷺ نے شرک تک پہنچنے کے تمام دروازوں کو بند کر دیا ہے، اسی ضمن میں آپ کا یہ فرمان بھی ہے:

((لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا إِلَيْهَا)) [2]

”قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔“

---

[1] سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب التغلیظ فی اتخاذ السرج علی القبور، ح: ٢٠٤٣؛ ابوداود: ٣٢٣٦؛ ترمذی: ٣٢٠؛ ابن ماجه: ١٥٧٥۔ [2] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهی عن الجلوس علی القبر والصلاة علیه، ح: ٩٧٢ (٢٢٥٠)۔

⑦ قبروں کو میلہ گاہ بنانا اور گھروں میں (نفل) نماز نہ پڑھنا

نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر بیان فرمادیا ہے کہ قبریں نماز کی جگہ نہیں، نیز یہ کہ جو شخص بھی آپ ﷺ پر درود بھیجے گا اور آپ کو سلام عرض کرے گا وہ آپ تک پہنچ جائے گا خواہ وہ آپ کی قبر سے دور ہو یا نزدیک، لہٰذا آپ کی قبر کو میلہ گاہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں، ارشاد نبوی ہے:

((لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا، وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ)) [1]

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا تم جہاں کہیں بھی ہو۔''

نیز ارشاد ہے:

((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ مِنْ أُمَّتِيْ السَّلَامَ)) [2]

''بے شک زمین میں چکر لگانے والے اللہ کے کچھ فرشتے ہیں، جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔''

توجب نبی کریم ﷺ کی قبر کو جو کہ روئے زمین پر سب سے افضل قبر ہے، میلہ گاہ بنانے سے آپ نے منع فرمایا ہے تو آپ کے علاوہ کسی قبر کو میلہ گاہ بنانا بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔ [3]

---

[1] صحیح، سنن ابی داود، کتاب المناسك، باب زیارة القبور، ح: ۲۰۴۲؛ احمد: ۸۸۰۴۔ [2] صحیح، سنن النسائی، ابواب السھو، باب السلام علی النبی ﷺ، ح: ۱۲۸۲ مسند احمد: ۳۶۶۶، فضل الصلاة علی النبی ﷺ لاسماعیل القاضی: ح: ۲۱۔

[3] دیکھئے: الدرر السنیة فی الاجوبة النجدیة لعبدالرحمن بن قاسم: ۶/ ۱۶۵ تا ۱۷۴۔

⑧ تصویریں اور قبروں پر قبوں کی تعمیر

نبی کریم ﷺ نے روئے زمین کو شرک باللہ کے ذرائع سے پاک کرنے کی خاطر اپنے بعض صحابہ کو قبروں پر بنے ہوئے قبوں (گنبدوں) کو گرانے اور تصویروں کو مٹانے اور مسخ کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت ابوالهیاج اسدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسے کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ:

((أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ)) [1]

"کوئی مجسمہ نہ چھوڑنا مگر اسے مٹا کر رکھ دینا اور نہ کوئی اونچی قبر چھوڑنا مگر اسے برابر کر دینا۔"

⑨ تین مسجدوں کے علاوہ کسی جگہ کے لیے سفر کرنا

جہاں نبی کریم ﷺ نے شرک تک پہنچانے والے تمام دروازوں کو بند کیا ہے وہیں شرک سے قریب کرنے والی اور توحید کو شرک اور اس کے اسباب سے خلط ملط کرنے والی تمام چیزوں سے توحید کی حفاظت بھی فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

((لَاتَشُدُّوا الرِّحَالَ إِلَّاإِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِيْ هٰذَا، وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى)) [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الامربتسویه القبر، ح: ٩٦٩ (٢٢٤٣)۔

[2] صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ١١٨٩؛ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الى حج وغیرہ: ١٣٩٧ (٣٣٨٤)۔

”تین مسجدوں کے علاوہ کہیں اور کے لیے کجاوے نہ کسو (سفر نہ کرو) میری یہ مسجد (مسجد نبوی)، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔“

چنانچہ اس ممانعت میں قبروں اور مزاروں کے لیے سفر کرنا شامل ہے، نبی کریم ﷺ کے فرمان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی سمجھا ہے، اسی لیے جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کوہ طور پر گئے اور (واپس آکر) بصرہ بن ابو بصرہ غفاری سے ان کی ملاقات ہوئی، تو انہوں نے ان سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ فرمایا: کوہ طور سے۔ انہوں نے کہا: اگر میں نے تمہیں وہاں جانے سے پہلے پایا ہوتا تو تم وہاں نہ جاتے!! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ...)) [1]

”سفر نہیں کیا جا سکتا مگر تین مسجدوں کے لیے......“

اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ یا انبیا وصالحین کی قبروں کی طرف سفر کرنے کی نذر مانے تو اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہ ہوگا، بلکہ اسے اس سے منع کیا جائے گا۔“ [2]

⑩ قبروں کی بدعی زیارت شرک کے اسباب میں سے ہے، کیونکہ زیارتِ قبور کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: مشروع زیارت جس کا مقصد اہل قبور کو سلام کرنا اور ان کے لیے دعا کرنا ہوتا ہے، جیسا کہ کسی کے مرنے پر نماز جنازہ کا مقصد ہوتا ہے اور موت کی یاد کے لیے

---

[1] صحيح، سنن النسائى، كتاب الجمعة، باب الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة، ح: ١٤٣٠؛ مالك فى الموطا، كتاب الجمعة، باب الساعة التي فى يوم ١/ ١٠٢؛ مسند احمد: ٢٣٨٤٨۔ [2] دیکھیے: فتاوی ابن تیمیۃ: ١/ ٢٣٤۔

بشرطیکہ اسی کے لیے خاص سفر نہ کیا جائے، نیز سنت نبوی کی اتباع کے لیے۔

دوسری قسم: مشرکانہ اور بدعی زیارت

اور اس قسم کی تین مزید قسمیں ہیں:

(الف) مردوں سے حاجت کا سوال کرنا اور یہ بت پرستی کی قبیل سے ہے۔

(ب) مردے کے وسیلے سے اللہ سے سوال کرنا، مثلاً کوئی کہتا ہے کہ میں تیری طرف تیرے نبی یا فلاں شیخ کے حق کا وسیلہ قائم کرتا ہوں، یہ چیز دین اسلام میں ایجاد کردہ بدعات میں سے ہے لیکن شرک اکبر تک نہیں پہنچتی اور نہ ہی ایسا کہنے والے کو دین اسلام سے خارج کرتی ہے، جیسا کہ پہلی قسم خارج کر دیتی ہے۔

(ج) یہ گمان کرنا کہ قبروں کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں، یا وہاں دعا کرنا مسجد میں دعا کرنے سے افضل ہے، یہ چیز متفقہ طور پر عظیم گناہوں میں سے ہے۔[1]

⑪ سورج کے طلوع وغروب کے وقت نماز ادا کرنا شرک کے وسائل میں سے ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے ان لوگوں کی مشابہت ہوتی ہے جو ان دونوں وقتوں میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ))[2]

”اپنی نماز کے لیے سورج کے طلوع وغروب کے وقت کی تلاش نہ کرو، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“

---

[1] دیکھیے: الدرر السنية في الأجوبة النجدية: ٦/ ١٧٤، ١٦٥۔

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الاوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٨٢٧ (١٩٢٥)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ وسائل جو شرک تک پہنچاتے ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے اور جن وسائل کا تذکرہ یہاں نہیں کیا گیا ہے، ان میں سے ذی روح اشیا کی تصویر، ایسی جگہ نذر کا پورا کرنا جہاں کسی بت کی پرستش ہو یا جاہلیت کا کوئی تہوار یا میلہ لگتا رہا ہو۔[1]

چھٹا مطلب: شرک کی انواع واقسام

اولاً: شرک کی بہت ساری قسمیں ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: شرک اکبر جو دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴾[2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو ہرگز نہیں معاف کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

شرک اکبر کی چار قسمیں ہیں:

① دعا کا شرک

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴾[3]

---

[1] دیکھیے: الارشاد الی صحیح الاعتقاد، تالیف ڈاکٹر صالح الفوزان، ص: ٥٤۔٧٠، ١١٣، ١٥٢۔ [2] ٤/ النساء١١٦۔ [3] ٢٩/ العنکبوت: ٦٥۔

''تو جب یہ لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے، تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔''

② نیت، ارادہ اور قصد کا شرک

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا وَ زِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَ هُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَ بَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ [1]

''جو لوگ دنیوی زندگی اور اس کی رونق چاہتے ہیں، ہم انہیں ان کے سارے اعمال کا بدلہ یہیں بھرپور دے دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ یہاں انہوں نے کیا ہوگا وہ سب اکارت ہے اور ان کے سارے اعمال برباد ہونے والے ہیں۔''

③ اطاعت کا شرک

یہ اللہ کی نافرمانی میں احبار و رہبان یعنی اپنے علما، مشائخ اور پیروں وغیرہ کی اطاعت کرنا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّخَذُوٓا أَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللهِ وَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا إِلَٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝﴾ [2]

---

[1] ۱۱/ھود: ۱۵۔۱۶۔ [2] ۹/التوبہ: ۳۱۔

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو، حالانکہ انہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، وہ ان کے شرک سے منزہ اور پاک ہے۔''

④ محبت کا شرک

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ [1]

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ اوروں کو شریک ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔''

خلاصہ یہ ہے کہ شرک اکبر عبادات کی قسموں میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لیے کرنے کا نام ہے، جیسے غیر اللہ کو پکارے یا غیر اللہ کے لیے ذبح کرے یا غیر اللہ کے لیے نذر مانے یا قبر والوں کا یا جن وشیاطین کا کسی بھی قسم کی عبادت کے ذریعے تقرب حاصل کرے یا مردوں سے ڈرے کہ وہ اسے نقصان پہنچائیں گے یا غیر اللہ سے حاجت برآری اور پریشانیوں سے نجات کی امید کرے جس کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، ان کے علاوہ عبادت کی وہ ساری قسمیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو سکتی ہیں۔ [2]

دوسری قسم: شرک اصغر جو مشرک کو دین اسلام سے خارج نہیں کرتا، معمولی ریا

---

[1] ۲/البقرہ:۱۶۵۔ [2] کتاب التوحید، تالیف ڈاکٹر صالح الفوزان، ص:۱۱۔

ونمود اسی قبیل سے ہے، ارشاد باری ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ ❶

''تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

اور اسی قبیل سے غیر اللہ کی قسم کھانا بھی ہے، ارشاد نبوی ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)) ❷

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

اور اسی قبیل سے آدمی کا ''اگر اللہ نہ ہوتا اور آپ نہ ہوتے تو یہ کام نہ ہوتا'' یا ''جو اللہ چاہے اور آپ'' وغیرہ کہنا بھی ہے۔

اور شرک کی قسموں میں سے شرک خفی بھی ہے:

((اَلشِّرْكُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَخْفَىٰ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلَةِ السَّوْدَاءِ عَلٰى صَفَاةٍ سَوْدَاءِ فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ)) ❸

''شرک اس امت میں رات کی تاریکی میں کالی چٹان پر کالی چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے۔''

اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ بندہ کہے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَ أَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَا أَعْلَمُ))

---

❶ ۱۸/الکهف: ۱۱۰۔ ❷ صحیح، صحیح الجامع: ۶۲۰۴؛ کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ۔ ❸ ایضاً۔

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ کچھ بھی شریک کروں، اس حال میں کہ میں جانتا ہوں اور میں تجھ سے اس گناہ کی بخشش چاہتا ہوں جو میں نہیں جانتا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمان باری تعالیٰ:

﴿ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [1]

''اللہ تعالیٰ کے لیے شریک نہ بناؤ اس حال میں کہ تمہیں علم ہو۔''

کے بارے میں فرماتے ہیں: ''انداد'' وہ شرک ہے جو رات کی تاریکی میں کالی چٹان پر چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی کہے: اے فلاں! اللہ کی قسم اور تیری زندگی کی قسم اور میری زندگی کی قسم اور کہے: اگر اس کی کتیا نہ ہوتی تو کل رات ہمارے ہاں چور آ جاتے اور اگر بطخ گھر میں نہ ہوتی تو چور آ گھستے اور آدمی کا اپنے ساتھی سے یہ کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں۔ [2]

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)) [3]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ((فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ)) کی تفسیر یہ کی گئی ہے یہ شدت اور تغلیظ پر محمول ہے (یعنی حقیقت مقصود نہیں ہے) اور اس کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ((وَاَبِيْ وَ اَبِيْ)) ''میرے باپ کی قسم، میرے

---

[1] ۲/البقرہ:۲۲۔ [2] تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۵٦۔ [3] صحیح، سنن الترمذی، کتاب النذور والایمان، باب ما جاء فی کراھیة الحلف بغیر اللّٰه، ح: ۱۵۳۵۔

باپ کی قسم" کہتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا:

((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ)) [1]

"سن لو! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔"

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ فِي حَلِفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) [2]

"جس نے اپنی قسم میں کہا: "لات وعزی کی قسم" تو اسے چاہئے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے۔"

اور ممکن ہے کہ شرک خفی شرک اصغر میں داخل ہو، تو ایسی صورت میں شرک کی دو ہی قسمیں ہوں گی، شرک اکبر اور شرک اصغر، اس بات کی طرف ابن قیم رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے۔ [3]

خلاصہ یہ ہے کہ شرک اصغر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: شرک ظاہر، اور وہ کچھ الفاظ و اعمال ہیں:

الفاظ کی مثال جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا یا جو اللہ چاہے اور آپ، یا اگر اللہ نہ ہوتا اور آپ، یا یہ اللہ کی طرف سے اور آپ کی طرف سے ہے، یا یہ اللہ کی برکتوں سے اور آپ کی طرف سے ہے، جبکہ صحیح یہ ہے کہ کہے: جو صرف اللہ چاہے یا جو اللہ چاہے

---

[1] صحیح، سنن الترمذی: کتاب النذور والایمان، باب ماجاءفي كراهية الحلف بغير الله، ح: ١٥٣٣۔ [2] صحیح، سنن الترمذی، کتاب النذور والایمان، باب ماجاءفي كراهية الحلف بغير الله: ١٥٣٥۔ [3] الجواب الكافي، ص: ٢٣٣۔

پھر آپ ۔ اگر تنہا اللہ نہ ہوتا، یا اگر اللہ نہ ہوتا پھر آپ اور یہ صرف اللہ کی جانب سے ہے، یا یہ اللہ کی جانب سے ہے اور پھر آپ کی جانب سے وغیرہ۔

اعمال کی مثال جیسے مصیبت کو رفع کرنے کے لیے چھلا یا دھاگہ وغیرہ پہننا، جن یا نظر بد وغیرہ کے خوف سے تعویذ لٹکانا اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتے ہوئے ایسا کرے کہ یہ چیزیں مصیبت کے آنے کے بعد اسے رفع کرتی ہیں یا آنے سے قبل اسے دور بھگاتی ہیں تو ایسا شخص شرک اکبر کا مرتکب ہے اور یہ ربوبیت میں شرک ہے کیونکہ اس شخص نے تخلیق وتدبیر میں اللہ کے شریک ہونے کا عقیدہ رکھا اور یہ عبادت میں بھی شرک ہے اس لیے کہ اس کی اور اس کے نفع کی امید اور لالچ میں اس کا دل اس سے لگا رہا اور اگر اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ تنہا مصیبتوں کا رفع ودفع کرنے والا ہے لیکن مذکورہ چیزوں کو مصیبت کے دفع کرنے کا ایک سبب اور ذریعہ سمجھا تو بھی اس شخص نے ایک ایسی چیز کو، جو نہ شرعی طور پر کوئی سبب ہے اور نہ ہی قدری طور پر، مصیبت کے رفع ودفع کرنے کا سبب بنا دیا اور ایسا کرنا حرام اور شریعت اور تقدیر پر جھوٹ باندھنا ہے، شریعت پر جھوٹ یوں کہ شریعت نے ان چیزوں سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے اور جس چیز سے شریعت نے منع کر دیا ہو وہ چیز نفع بخش اسباب میں سے نہیں ہو سکتی۔ اور تقدیر پر جھوٹ یوں کہ یہ چیزیں نہ تو معہود وغیر معہود اسباب میں سے ہیں جن سے مقصد حاصل ہو اور نہ جائز نفع بخش دواؤں ہی میں سے ہیں، بلکہ یہ چیزیں شرک کے وسائل میں سے ہیں کیونکہ لازمی طور پر ان چیزوں کے لٹکانے والے کا دل ان سے لگا رہتا ہے اور یہ چیز ایک قسم کا شرک اور شرک کا ذریعہ ہے۔

شرک اصغر کی دوسری قسم: شرک خفی:

شرک خفی ارادوں، نیتوں اور مقاصد کا شرک ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ریا ونمود

ریا: عبادت کو اس نیت سے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں کہ لوگ دیکھیں اور اس کی عبادت پر اس کی تعریف وستائش کریں۔

''ریا'' اور ''سمعہ'' (نمود) میں فرق یہ ہے کہ ریا کاری دکھائی دینے والے اعمال میں ہوتی ہے، مثلاً نماز، صدقہ، حج اور جہاد وغیرہ، جبکہ سمعہ سنے جانے والے اعمال میں ہوتی ہے، جیسے تلاوت قرآن، وعظ ونصیحت، ذکر واذکار، انسان کا اپنے اعمال کے بارے میں گفتگو کرنا اور اس کی خبر دینا بھی اسی میں داخل ہے۔

دوسری قسم: انسان کا اپنے عمل سے دنیا چاہنا

یعنی انسان اپنے اس عمل سے، جس سے اللہ کی رضا کا حصول مقصود ہونا چاہیے، دنیوی ساز وسامان کا ارادہ رکھے۔

یہ نیتوں اور ارادوں کا شرک ہے اور کمال توحید کے منافی ہے اور انسان کے عمل کو رائیگاں کر دیتا ہے۔[1]

ثانیاً: شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان فرق

① شرک اکبر انسان کو دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے، جبکہ شرک اصغر دین اسلام

---

[1] القول السديد في مقاصد التوحيد للسعدي، ص: ٤٣؛ الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي لابن القيم، ص: ٢٤٠، كتاب التوحيد للعلامة صالح بن فوزان الفوزان، ص:١١-١٢؛ الارشاد الى صحيح الاعتقاد للفوزان، ص: ١٣٤-١٤٣

سے خارج نہیں کرتا۔

② شرک اکبر کا مرتکب جہنم میں ہمیشہ رہے گا جبکہ شرک اصغر کا مرتکب اگر جہنم میں داخل ہوگا تو ہمیشہ نہیں رہے گا۔

③ شرک اکبر مشرک کے تمام اعمال کو ضائع و برباد کر دیتا ہے جبکہ شرک اصغر تمام اعمال کو ضائع نہیں کرتا، بلکہ صرف اسی عمل کو ضائع کرتا ہے جس میں وہ پایا جائے۔

④ شرک اکبر خون و مال کو حلال کر دیتا ہے، جبکہ شرک اصغر کا معاملہ ایسا نہیں۔ [1]

⑤ شرک اکبر مشرک اور مومنوں کے درمیان دشمنی وعداوت کو واجب کر دیتا ہے، چنانچہ مومنوں کے لیے مشرک سے دوستی رکھنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو، رہا شرک اصغر تو وہ مطلق طور پر دوستی رکھنے سے منع نہیں کرتا، بلکہ شرک اصغر کے مرتکب سے اس قدر محبت کی جائے گی جس قدر اس میں توحید ہوگی اور اس سے اس قدر دشمنی اور بغض رکھا جائے گا جس قدر اس میں شرک اصغر ہوگا۔ [2]

ساتواں مطلب: شرک کے اثرات ونقصانات

شرک کے بڑے خطرناک اثرات، عظیم مفاسد اور ہلاکت انگیز نقصانات ہیں، ان میں سے چند نقصانات مختصراً اور اجمالاً درج ذیل ہیں:

① دنیا وآخرت کی برائی شرک کے آثار ونقصانات میں سے ہے۔

② شرک ہی دنیا وآخرت میں مصائب کا عظیم ترین سبب ہے۔

③ شرک دنیا وآخرت میں خوف کا سبب ہے اور امن وامان کو عنقا بنا دیتا ہے۔

---

[1] کتاب التوحید للشیخ صالح الفوزان، ص:۱۲۔

[2] مصدر سابق، ص: ۱۵۔

④ مشرک دنیا و آخرت میں ضلالت و گمراہی کا شکار ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ○ ﴾ [1]

''اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

⑤ اگر شرک اکبر کا مرتکب بغیر توبہ کیے مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہیں فرمائے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ○ ﴾ [2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز کو ہرگز نہیں معاف کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لیے چاہے بخش دے گا اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

⑥ شرک اکبر تمام اعمال کو ضائع اور اکارت کر دیتا ہے، اللہ عزوجل نے بعض انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ﴾ [3]

''اور اگر ان لوگوں نے بھی شرک کیا تو ان کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ ﴾ [4]

''اگر آپ نے بھی شرک کیا تو یقیناً آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور

---

[1] ٤/النساء:١١٦۔ [2] ٤/النساء:١١٦۔

[3] ٦/الانعام:٨٨۔ [4] ٣٩/الزمر:٦٥۔

آپ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔''

⑦ شرک اکبر کے مرتکب پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام اور جہنم واجب کر دیتا ہے، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ لَايُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)) [1]

''جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔''

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ ﴾ [2]

''بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

⑧ شرک اکبر کا مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہے گا اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ○ ﴾ [3]

''بے شک اہل کتاب کے کفار و مشرکین جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہ مخلوق کے سب سے بدترین لوگ ہیں۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من مات لایشرك باللہ شیئاً دخل الجنة ومن مات مشرکا دخل النار: ۹۳ (۲۶۹)۔ [2] ۵/المائدۃ:۷۲۔ [3] ۹۸/البینة:۶۔

⑨ شرک سب سے بڑا ظلم اور جھوٹ ہے، حضرت لقمان علیہ السلام کی بات جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی، اس کو نقل کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ ﴾ [1]

''اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، یقیناً شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝ ﴾ [2]

''اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

⑩ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ مشرکین سے بری ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ [3]

''اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بڑے حج کے دن لوگوں کو صاف اعلان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول مشرکین سے بیزار ہیں۔''

⑪ شرک اللہ کے غضب وعقاب کے حصول اور اس کی رحمت سے دوری کا سب سے عظیم سبب ہے، ہم اللہ کو ناراض کرنے والی ہر چیز سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

شرک نور فطرت کو گل کردیتا ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے لوگوں کو اپنی توحید واطاعت پر پیدا کیا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] ۳۱/لقمان:۱۳۔ [2] ٤/النساء:٤٨۔ [3] ۹/التوبہ:۳۔

﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [1]

''اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ)) [2]

''ہر بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، عیسائی، یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔''

⑫ نبی کریم ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوْا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا)) [3]

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا): ''بے شک میں نے اپنے تمام بندوں کو اپنی طرف یکسو (خالص موحد) پیدا کیا، پھر ان کے پاس شیاطین آئے اور انہیں ان

---

[1] ۳۰/الروم:۳۔ [2] صحیح البخاری کتاب الجنائز، باب اذاأسلم الصبي فمات هل يصلى عليه: ۱۳۵۸؛ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة، ح: ۲۶۵۸ (۶۷۵۵)۔ [3] صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا اهل الجنة وأهل النار: ۱/ ۲۱۹۷؛ ح: ۲۸۶۵ (۷۲۰۷)۔

کے دین سے پھیر دیا اور جن چیزوں کو میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا انہیں ان پر حرام کر دیا اور انہیں اس بات کا حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس پر میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔''

⑬ شرک اخلاق حمیدہ کو ملیامیٹ کر دیتا ہے، کیونکہ نفس کے پاکیزہ اخلاق فطرت سے منسلک ہیں اور شرک جب فطرت ہی کو مٹا کر رکھ دیتا ہے تو اللہ کی فطرت پر مبنی پاکیزہ اخلاق کو بدرجہ اولیٰ ضائع و برباد کر دے گا۔

⑭ شرک عزت نفس (غیرت انسانی) مٹا دیتا ہے، کیونکہ مشرک روئے زمین کے تمام طاغوتوں کے سامنے سر تسلیم ختم کرتا ہے، اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ اسے کوئی پناہ دینے والا نہیں، لہٰذا اس عقیدے کی بنیاد پر وہ ہر اس چیز کے سامنے جھکتا ہے جو نہ سنتی ہے، نہ دیکھتی ہے اور نہ سمجھتی ہے، چنانچہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اسی کے لیے ذلت اختیار کرتا ہے اور یہ انتہائی اہانت اور محرومی کی بات ہے۔

⑮ شرک اکبر جان و مال کو حلال کر دیتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوْا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوْا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)) [1]

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان باب ﴿فَإِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ ح ۲۵؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ ح: ۲۰(۱۲٤)۔

کہ وہ اس بات کی شہادت دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں، جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جان و مال کو بچالیا. سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔''

⑯ شرک اکبر مشرک اور مومنوں کے درمیان عداوت کو واجب کر دیتا ہے، چنانچہ مومنوں کے لیے اس سے دوستی رکھنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔

⑰ شرک اصغر ایمان میں نقص پیدا کرتا ہے اور یہ شرک اکبر کے وسائل وذرائع میں سے ہے۔

⑱ شرک خفی یعنی ریا کاری کا شرک جس عمل میں پایا جاتا ہے اسے ضائع و برباد کر دیتا ہے اور مسیح دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے کیونکہ یہ بہت ہی پوشیدہ ہے اور اس کی خطرناکی امت محمدیہ پر بہت ہی زیادہ ہے۔

اے اللہ کے بندو! ہر طرح کے چھوٹے اور بڑے شرک سے بچو، ہم شرک سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور دنیا و آخرت میں عفو و عافیت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ کی رحمت اور سلامتی نازل ہو ہمارے نبی جناب محمد ﷺ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر اور تا قیامت آنے والے ان کے سچے متبعین پر۔

تالیف

سعید بن علی بن وہف القحطانی

ترجمہ

ابو عبداللہ عنایت اللہ سنابلی

تخریج وتصحیح

عبداللہ یوسف ذہبی

مکتبہ اسلامیہ

وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا

اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو (القرآن)

معارف الاسماء

شرح

اسماء اللہ الحسنیٰ

تالیف

قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری

تحقیق وتخریج

محمد سرور عاصم

مکتبہ اسلامیہ

أمير المؤمنين في الحديث

محمد بن اسمعيل البخاري رحمه الله

ترجمہ وفوائد

ابو محمد عبد الستار الحماد حفظہ اللہ

مقدمہ توحید

ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

توحید کا نور

اور

شرک کی تباہ کاریاں